Policy Research Journal
ISSN (E): 3006-7030 ISSN (P) : 3006-7022 Volume 3, Issue 10, 2025

اشفاق احمد ورک کے خاکوں کا سماجی و نفسیاتی مطالعہ
قلمی دشمنی (طنز و مزاح) کے تناظر میں

SOCIAL AND PSYCHOLOGICAL STUDY OF ASHFAQ AHMED VIRK SKETCHES "QALMI DUSHMANI" IN THE CONTEXT OF (HUMOR AND SATIRE)

Hera Shabbir

PHD Research scholar, Department of Urdu, University of Karachi.

DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.17412510

Keywords
Ashfaq Ahmed Virk, sketch, humor, society

Article History
Received: 31 August 2025
Accepted: 09 October 2025
Published: 22 October 2025

Copyright @Author

Corresponding Author: *
Hera Shabbir

Abstract
Sketch is a fascinating genre of prose literature. it is a piece of writing that is generally shorter than a short story. Sketch means a map or a picture made with lines, but in literary terms, sketch refers to a prose writing in which the unique and prominent features of a person are presented in this way that his image should come in front of eyes. Ashfaq Ahmed virk basically a humorous writer and he started his literary journey by writing humorous articles. he adopted the genre of sketching to express humor and he holds a prominent position as a sketch writer in the literature. The first work based on his sketches came out in the name of " Qalmi Dushmani",which was well appreciated in literary circles. Humor reflects the characters and social problems of the society while the humorist's style reflects his personality and psychology. In this Article, Ashfaq Ahmed Virk's sketches have been studied socially and psychologically in the context of his book "Qalmi dushmani". The book qalmi dushmani consist of twenty topics, including sketches of eleven personalities and some humorous writings.

تلخیص
خاکہ نثری ادب کی ایک دلکش صنف ہے۔یہ تحریر کا ایک ٹکڑا ہے جو عام طور پر مختصر کہانی سے چھوٹا ہوتا ہے۔اس کے معنی نقشہ یا لکیروں سے بنائی ہوئی تصویر کے ہیں لیکن ادبی اصطلاح میں خاکہ سے مراد ایک نثری تحریر ہے جس میں کسی شخصیت کی منفرد اور نمایاں خصوصیات کو اس انداز سے پیش کیا جاتا ہے کہ اس کی تصویر آنکھوں کے سامنے آ جائے۔ اشفاق احمد ورک بنیادی طور پر ایک مزاح نگار ہیں۔انھوں نے مزاحیہ مضامین لکھ کر اپنے ادبی سفر کا آغاز کیا۔مزاح کے اظہار کے لیے انھوں نے خاکہ نگاری کی صنف کو اپنایا اور بحیثیت خاکہ نگار ادب میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ان کے خاکوں پر مبنی پہلی تصنیف ”قلمی دشمنی“کے نام سے منظرِ عام پر آئی جس کو ادبی حلقوں میں خاصی پذیرائی حاصل ہوئی۔مزاح معاشرے کے کرداروں اور سماجی مسائل کی عکاسی کرتا ہے جبکہ مزاح نگار کا اسلوب اس کی شخصیت اور نفسیات کی ترجمانی کرتا ہے۔اس مقالے میں اشفاق احمد ورک کے خاکوں کا ان کی کتاب ”قلمی دشمنی“کے تناظر میں سماجی اور نفسیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔کتاب قلمی دشمنی بیس موضوعات پر مشتمل ہے۔ جس میں گیارہ شخصیات کے خاکے اور کچھ مزاحیہ تحریریں شامل ہیں۔

کلیدی الفاظ: اشفاق احمد ورک، خاکہ، مزاح، معاشرہ

خاکہ انگریزی لفظsketchکے مترادف ہے جس کے معنی ہیں کچا نقشہ،ڈھانچہ یا لکیروں کی مدد سے بنائی ہوئی تصویرجبکہ ادبی اصطلاح میں خاکے سے مراد وہ تحریر ہے جس میں نہایت مختصر طور پر اشارے کنائے میں کسی شخصیت کا ناک نقشہ،عادات و اطوار اور کردار کو سیدھے سادے انداز اور روانی کے ساتھ بیان کر دیا جائے۔(1)خاکہ عام طور پر ایسی شخصیات کا لکھا جاتا ہے جن سے خاکہ نگار کو

عقیدت،لگاؤ اور دلچسپی ہو۔شخصیت سے لگاؤ کا تناسب جتنا زیادہ ہوتا ہے خاکے کے نقوش اور اثرات اتنے ہی گہرے،نمایاں اور متاثر کن ہوتے ہیں۔(2)پروفیسر شمیم حنفی کا کہنا ہے کہ:''کامیاب خاکہ نگار وہ ہے،جس کی آستین میں روشنی کا سیلاب چھپا ہوا ہو،اور جو واقعات کی اوپری پرت کے نیچے،معمولات کے ہجوم میں کھوئی ہوئی،ایسی حقیقتوں کو بھی اپنی گرفت میں لے سکے،جن تک عام لکھنے والوں کی نگاہ پہنچتی ہی نہیں۔اس لیے ہر اچھا خاکہ ایک دریافت ہوتا ہے۔کسی کہانی یا شعر کی طرح۔ہم اس کے واسطے سے زندگی کی کسی عام سچائی تک پہنچنے کے بعد بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس سچائی کو ہم نے آج ایک نئے زاویے سے دیکھا ہے اور یہ کہ معنی کی ایک نئی جہت ہم پر روشن ہوئی ہے۔''(3)

اشفاق احمد ورک بنیادی طور پر مزاح نگار ہیں اور مزاح کی طرف فطری رجحان رکھتے ہیں۔مزاح کے اظہار کے لیے انھوں نے خاکے کی صنف کو اپنایا ہے اور ابھرتے ہوئے خاکہ نگاروں میں ان کا مقام نمایاں ہے۔انھوں نے مزاحیہ مضامین لکھ کر اپنے ادبی سفر کا آغاز کیا بعد ازاں 1992ء میں ان کے خاکوں پر مبنی پہلی تصنیف ''قلمی دشمنی''کے نام سے منظرِ عام پر آئی جس کو ادبی حلقوں میں خوب سراہا گیا۔اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اپنی پہلی اشاعت سے لے کر اب تک یہ چار مرتبہ شایع ہو چکی ہے۔یہ کتاب کل بیس(20) عنوانات پر مشتمل ہے جن میں سے گیارہ شخصی خاکے ہیں۔زیادہ تر خاکے ورک صاحب کے اورینٹل کالج کے کلاس فیلوز اور اساتذہ کے ہیں۔آٹھ (8)مزاحیہ مضامین موجود ہیں جن میں لطیف پیرایے میں طنز کااستعمال بھی کیا گیا ہے۔آخر میں ''فکرے''کے عنوان سے ورک صاحب کے کچھ اختصاریے بھی شاملِ کتاب ہیں۔ (4)قلمی دشمنی میں شامل پہلا خاکہ اشفاق صاحب نے اپنا لکھا ہے اور اسے بہت ہی دلچسپ عنوان دیا ہے۔خود ''ستائی''کے عنوان پر لکھا گیا یہ خاکہ اشفاق احمد ورک صاحب کی تمام تر زندگی کا احاطہ کرتا ہے۔انھوں نے اپنے بچپن اور جوانی سے لے کر حال تک کی تصویر نہایت دلچسپ،اچھوتے اور پر لطف انداز سے کھینچی ہے۔عام طور پر خاکہ نگار وں کے ہاں اپنا خاکہ لکھنے کا رجحان کم پایا جاتا ہے لیکن ورک صاحب نے جس بے تکلفانہ انداز اور کمال خوبی سے قاری کو اپنے متعلق بتایا ہے وہ لائق تحسین ہے۔ہر فرد کی زندگی میں ماں کا ایک خاص مقام ہوتا ہے۔ماں کی سادہ لوحی اور اپنے بچے کے لیے اس کی محبت اور تڑپ کی اشفاق صاحب نے بھرپور عکاسی کی ہے۔لکھتے ہیں ''مائیں بے چاری تو ویسے بھی اتنی سادہ دل ہوتی ہیں کہ سردیوں میں بھی یہی دعا مانگتی ہیں کہ ''جا پتر تینوں تتی ہوا نہ لگے۔''(5)ایک مزاح نگار یوں تو معاشرے کے سماجی مسائل پر گہری نگاہ رکھتا ہے اوراپنے مضامین یا خاکوں میں ان مسائل کا اظہار طنزیہ پیرایے میں تو کبھی مزاحیہ انداز میں کرتا رہتا ہے لیکن خود اپنا مذاق اڑانا،اپنے بارے میں ایسا لکھنا کہ قاری بے ساختہ ہنسنے پر مجبور ہوجائے کسی جرأت سے کم نہیں۔اپنے حلیے،قد اور شکل و صورت کے متعلق اشفاق صاحب لکھتے ہیں ''مونچھیں کٹوا کے آج بھی کسی اخبار میں تصویر بھجوا دوں تو وہ بخوشی بچوں والے ایڈیشن میں شامل کرلیں۔''(6)بچپن سے جوانی تک اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد کالج میں بحیثیت معلم تعینات ہوجانے کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اشفاق صاحب نے اپنے گاؤں کی روایات اور وہاں بسنے والے لوگوں کی سادگی کو بھی دلچسپ انداز سے بیان کیا ہے۔کتاب میں شامل دوسرا خاکہ بعنوان ر،یار ہے ہمارا ہے۔

یہ خاکہ ورک صاحب نے اپنے قریبی دوست''ناصر اقبال'' کا تراشا ہے اور دل بھر کے اپنے دوست سے ان کی کردہ اور ناکردہ حرکتوں کا بدلہ لیا ہے۔خاکے میں دوست کی ایسی ایسی خصوصیات بیان کی ہیں جنھیں پڑھ کر قاری حظ اٹھائے بغیر نہیں رہ سکتا۔یوں تواشفاق صاحب کے لفظوں سے ان کے دل میں دوست کے لیے چھپی محبت کا اظہار واضح نظر آتا ہے لیکن چوں کہ وہ کچھ بھی لکھتے وقت طنز و مزاح سے باز نہیں آتے اس لیے خاکے میں جا بجاایسے جملے استعمال کرتے ہیں کہ لب بے ساختہ مسکرانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔لکھتے ہیں:''شکل شریف آدمیوں سے اتنی ملتی جلتی ہے کہ کوئی بھی انجان آدمی پہلی نظر میں دھوکہ کھا سکتا ہے۔''(7)تیسرے خاکے کا عنوان''بدلتا ہے رنگ نوجوان کیسے کیسے''پر مبنی ہے۔یہ خاکہ بھی اشفاق صاحب کے عزیز دوست پروفیسر حسن عظیم ورک کا ہے۔دوست کی سادگی کو نہایت پر اثر الفاظ میں بیان کرنے کے ساتھ ان سے اپنے قریبی تعلق کو اس طرح پیش کیا ہے کہ قاری دونوں کے درمیان بے تکلفی سے بخوبی آگاہ ہو جاتا ہے۔دوست کے عشقیہ قصوں کی داستان لطیف پیرائے میں بیان کرتے ہوئے ان کی خوبیوں پر بھی کماحقہ روشنی ڈالی ہے اور دلچسپ فقروں کے ذریعے طنز بھی کیا ہے۔دوست کے بارے میں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''اردو کو انگریزی میں بولنے کا موجد ہے۔لہجے کو اس قدر کلف لگا کر بولتا ہے کہ اس کا کوئی فقرہ پکڑ کر دوہرا کیا جائے تو ''کڑک''سے ٹوٹ جائے گا۔(8)

''گفتار کا غازی''اشفاق صاحب کا قلمی دشمنی میں شامل چوتھا خاکہ ہے۔یہ خاکہ بھی ورک صاحب کے دوست کا ہے جن کا نام جمیل احمد عدیل ہے۔اشفاق صاحب کے یہ دوست خود بھی صاحبِ کتاب ہیں اور ''موم کی مریم''کے نام سے ایک کتاب تصنیف کر چکے ہیں۔جمیل احمد کا خاکہ لکھتے وقت اشفاق صاحب نے ان کی شخصیت پر خاصی تیر اندازی کی ہے

اور جگہ جگہ اپنے پر مزاح جملوں اور طنزیہ فقروں کی مدد سے انھیں آڑے ہاتھوں لیا ہے۔اس دوران کہیں کہیں ورک صاحب تہذیب کے دائرے سے باہر نکلتے بھی نظرآتے ہیں اب اس کو ان کی اپنے دوست کے ساتھ گہری وابستگی کہا جائے یا بے تکلفی،عقل سمجھنے سے قاصر ہے۔اس خاکے میں کچھ جملے عامیانہ بھی دکھائی دیے مثال کے طور پر لکھتے ہیں:''کبھی ہم سے پوچھتا کہ''غم لڑکی کا اسدکس سے ہر جز مرد علاج؟کبھی دریافت کرتا کہ ''کیا باپ اور بیٹا ایک ہی جگہ پر دودھ پینے کی وجہ سے دودھ شریک بھائی کہلا سکتے ہیں؟''(9)

قلمی دشمنی میں شامل پانچواں خاکہ''انوکھا لاڈلا''بھی ورک صاحب کے ایک دوست کا ہے جن کا نام ہے میاں عارف۔اپنے اس دوست کی شخصیت کا خاکہ ورک صاحب نے اتنے مزاحیہ انداز سے کھینچا ہے کہ قاری بے ساختہ ہنسنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ورک صاحب کے جملے نہایت معنی خیز ہیں اور ہر جملہ دوسرے جملے سے اس قدر مربوط ہے کہ پڑھنے کے دوران تسلسل برقرار رہتا ہے۔قارئین کو اپنے دوست کی عادات(جوورک صاحب کے نزدیک حرکات ہیں)سے متعلق آگاہی بہت ہی دلچسپ انداز میں دی ہے اور یہ انھی کا خاصہ ہے کہ بات اس طرح کہتے ہیں قاری محو ہوکر لفظوں کے جال میں الجھ جاتا ہے۔ان کا مزاح دھیما دھیما ہے یعنی زیرِ لب مسکرانے والا نا کہ بلندو بانگ قہقہے لگانے والا۔ایک جگہ دوست کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:''شریف اتنا ہے کہ اکیلے میں بھی لڑکی کے بجائے لڑکیوں کی باتیں کرتا ہے بے ضرر ایسا ہے کہ ساری عمر لڑکیوں کے ساتھ پڑھتا رہے تو جاتے ہوئے ایسے ہی جائے گا جیسے سکندر دنیا سے گیا تھا۔''(10)اس کتاب میں شامل چھٹا خاکہ بھی ورک صاحب نے اپنے دوست کا لکھا ہے۔عنوان کا نام ہے ''زن مراد'' اور دوست کا نام

ہے شاہد عثمان۔ورک صاحب نے اپنے اس دوست کا خاکہ لکھنے میں کمال فیاضی سے کام لیا ہے اور ان کی شخصیت کے ایسے ایسے گوشے بے نقاب کیے ہیں کہ وہ خود بھی اش اش کر اٹھے ہوں گے خاص کر عورت ذات سے اپنے اس دوست کی دلچسپی کو خاصے بے باک انداز میں اجاگر کیا ہے۔مالی حالت سے لے کر ان کی نیت اور مشاغل تک کے تمام پہلو احاطہ تحریر میں لائے ہیں اور اس کوشش میں دکھائی دیے ہیں کہ دوست کی شخصیت کا کوئی پہلو قاری کی نگاہ سے اوجھل نا رہ جائے اس کے باوجود آخر میں لکھتے ہیں ''اس کے متعلق کافی کچھ لکھنے کے بعد مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میں آپ کو پوری طرح بتا نہیں سکا کہ شاہد عثمان کیا ہے۔''(11)یہ لکھنے کے بعد اشفاق صاحب نے دوست پرمزید کئی نشتر برسائے ہیں اور اپنے الفاظ سے شاہد عثمان کو خوب لہو لہان کیا ہے۔ساتویں خاکے کا عنوان ''ظریف النفس''ہے۔یہ خاکہ جاوید اکرم کا ہے جن کے بارے میں ورک صاحب کا کہنا ہے کہ ''میں نے اسے ایک فنکار،بے کار،جگت باز،مہمان نواز،طبلہ نواز،جونئیر،سینئیر،شاگرد،دوست،رقیب ہر روپ میں دیکھا ہے۔''(12)جاوید صاحب کی شرارتیں،خصوصیات اور ان کی عشقیہ داستانوں پر تفصیلی روشنی ڈالی ہے ساتھ ان کی خوشگوار ازدواجی زندگی کی تعریف کرتے ہوئے کثرت اولاد پر لطیف ساشعر بھی ان کے نام کیا ہے نیز شہرت و کامیابی کی دعائیں بھی دی ہیں۔

آٹھواں خاکہ ورک صاحب نے معروف شاعرہ ''پروین شاکر''کا لکھا ہے اور اس کو عنوان دیا ہے ''خوشبو والی شاعرہ''پروین شاکر کا خاکہ ورک صاحب نے روایتی انداز میں لکھا ہے یعنی ایک عورت کا ذکر ہمارے بیشتر مصنفین اور خاکہ نگار جس انداز سے کرتے ہیں ورک صاحب نے بھی وہی انداز اپنایا ہے۔پروین شاکر کی شخصیت اور ان کے کلام پر لکھنے سے زیادہ ورک صاحب کی نظر ان کی خوب صورتی اور ان کے پیچھے پاگل مردوں کی تعداد پر زیادہ رہی۔دل کھول کر ان کی خوب صورتی پر اظہار خیال کیا ہے ساتھ ان کی شاعری اور شخصیت سے خاصے مرعوب نظر آئے ہیں لیکن عورت کے بارے میں لکھتے ہوئے ایک مرد کا جو فطری و روایتی انداز ہوتا ہے اس سے انحراف نا کرکے خود کو الگ ثابت ہونے سے محفوظ رکھا ہے۔لکھتے ہیں ''مردو ں میں اس کی مقبولیت کے کئی اسباب ہیں ایک سبب تو یہ ہے کہ یہ عورت ہے،دوسری،تیسری اور چوتھی وجہ بھی یہی ہے جبکہ ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس نے اپنی شاعری میں عورت کو فطری خواہشات کے ساتھ پیش کیا ہے۔''(13)کتاب میں شامل نواں خاکہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب کا ہے۔خاکے کو ورک صاحب نے ''بھلا مانس پروفیسر''کا نام دیا ہے۔رفیع الدین صاحب،اشفاق احمد ورک کے پی ایچ ڈی کے مقالے کے نگران بھی رہ چکے ہیں۔استاد محترم کی سادگی،ایمانداری اور شرافت کو نہایت سادگی اور شرافت لیکن ظرافت سے بیان کیا ہے یعنی استاد صاحب کی عزت و لحاظ میں بھی کمی نہیں آنے دی ہے اورظریفانہ جملوں سے قلم کا حق بھی اداکر دیا ہے۔ہاشمی صاحب کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:''ان کا ہر قدم صراطِ مستقیم پر،ہر بات مذہب کے دائرے میں قید،ہر معاملہ شرع کی حدود میں بند،ہر حرکت اصولوں سے لت پت،ہر قول راستی میں شرابور،ہر فعل اخلاق کے شکنجے میں جکڑا ہوا۔اگر عام زندگی میں ان کا یہی وطیرہ رہا تو مجھے یہ بھی خدشہ ہے کہ داور محشر کے حضور ان کے بائیں کندھے والا فرشتہ ان کے خلاف ''ہتک عزت''کا دعوٰی دائر کردے گا۔''(14)دسویں خاکے کا عنوان ہے ''صنائع''خواجہ جو ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا پر لکھا گیا ہے۔زکریا صاحب اورینٹل کالج پنجاب یونی ورسٹی کے شعبہ اردو کے سابق چیئرمین رہ چکے ہیں۔و رک صاحب نے ان کی ظاہری و باطنی شخصیت کا نقشہ نہایت خوبی سے کھینچا ہے۔ ان کے لکھنے کا اندازاگرچہ مزاح سے بھرپور ہے لیکن جملوں میں زکریا صاحب کے لیے چھپی محبت اور عقیدت واضح ہے۔خاکے کے اختتام پر زکریا صاحب کی سدا بہار شخصیت کو کمال خوبصورتی سے نمایاں کیا ہے لکھا ہے:''کہتے ہیں کہ جب آدمی پچاس سال کی عمر عبور کر لیتا ہے تو اس کی شکل اس کے باطن کی سی ہو جاتی ہے،اس سلسلے میں بھی انھوں نے اپنے مخالفین کو خاصا مایوس کیا ہے۔''(15)

گیارہواں خاکہ''بھگوڑا''کے عنوان پر مبنی ہے اور معروف مزاح نگار مشتاق احمد یوسفی صاحب کا لکھا گیا ہے۔یوسفی صاحب کے لیے ایساعنوان دیکھ کرقاری کا سوچ میں پڑ جانا

فطری ہے لیکن متن پڑھ کر عنوان کا پس منظر سمجھ آجاتا ہے۔ورک صاحب نے یوسفی صاحب پر ۴۳ الزامات لگائے ہیں اور ملک کے ادبی ڈیروں سے گزارش کی ہے کہ ان الزامات کی روشنی میں یوسفی صاحب کو سزا سنائی جائے (یہ خاکہ یوسفی صاحب کی زندگی میں لکھا گیا تھا)تمام الزامات اتنے انوکھے اور دلچسپ ہیں کہ الزامات سے زیادہ محبوب کی شان میں پڑھے جانے والے قصیدے محسوس ہوتے ہیں۔آخر میں ورک صاحب نے اہلِ لندن سے بھی گزارش کی ہے کہ ''یہ شخص بھگوڑا ہے اور بڑا خطرناک ادبی مجرم بھی۔اتنا جینیس ہے کہ اس سے ہر وقت کسی بھی انہونی کی توقع کی جا سکتی ہے۔اس نے ادب میں بڑے بڑے سنگین و رنگین جرم کیے ہیں۔اس کے لگائے ہوئے ادبی گھاؤ سے آج تک ہمارا اردو ادب مندمل نہیں ہو سکا۔ابّ یہ ایک مدت(تیرہ چودہ سال)سے خاموش ہے۔اس کی یہ طویل خاموشی کسی بھی بہت بڑے ادبی طوفان کا پیش خیمہ ہو سکتی ہے۔مبادا کل کلاں کو یہ شخص آپ کی مادری زبان میں کوئی ایسی ''شرارت''(جس کی یہ بھرپور استطاعت رکھتا ہے)کر بیٹھے کہ آپ کا سارا انگریزی ادب شرمندہ ہوا پھرے۔اس سے پہلے ہی اسے تاحال کچھ نا کرنے کا زبردستی پیشگی ایوارڈ دے کر جلد از جلد ملک سے باہر نکال دیا جائے۔''(16)

خاکوں کے بعد قلمی دشمنی میں ورک صاحب کے پرمزاح مضامین شامل ہیں جو انھوں نے مختلف موضوعات پر لکھے ہیں اور ان کو دلچسپ اور اچھوتے عنوانات دیے ہیں۔پہلا مضمون پاکستان کی سڑکوں پر چلنے والی بس(جس کی اب خود بس ہو چکی ہے)پر لکھا ہے جس کا عنوان ہے ''چلتی کا نام''اس مضمون میں اپنے سفر کی داستان پرجو انھوں نے لاہور سے شیخو پورہ تک کیا ہے کچھ اس طرح روشنی ڈالی ہے کہ سفر کی تمام تر نازک صورتحال قاری کی نگاہوں کے سامنے گھومنے لگتی ہے اور اسے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ سب اس کے ساتھ بھی اکثر ہوتا ہے بس ان واقعات کو زبان ورک صاحب نے دے دی ہے اور کیا خوب دی ہے کہ ہر جملے پر لب مسکرا اٹھتے ہیں۔ایک دلچسپ اقتباس ملاحظہ ہو''خیر ذکر اپنی بس کا ہو رہا تھا تو جب یہ خدا خدا کرکے شیخو پورہ شہر سے ایک میل کے فاصلے پر پہنچ کر دوسری مرتبہ خراب ہوئی تو ہم نے با کمال لوگوں کی اس لاجواب سروس کو داغِ مفارقت دینے کا عزمِ صمیم کر لیااور ''آرام سے اتریں''لکھا ہونے کے باوجود جلدی سے نیچے اترے اور باقی ماندہ سفر تانگہ پر کرنے کی ٹھانی۔''(17)دوسرا مضمون ''بچے ہمارے عہد کے''عنوان پر مبنی ہے۔اس مضمون میں ورک صاحب نے موجودہ صدی کے بچوں کی ہوشیاریوں،چالاکیوں اور حشر سامانیوں پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اور ان تمام لوگوں کے کلیجے ٹھنڈے کیے ہیں جو خدا کی بنائی ہوئی اس پیاری مخلوق کے آگے اکثر بے بس نظر آتے ہیں۔تیسرے

مضمون میں لڑکیوں اور خواتین کے متعلق گوہر افشانی کی گئی ہے اور اسے ”لیلی کی بیٹیاں“کا عنوان دیا ہے۔ورک صاحب نے اس مضمون میں صنفِ نازک کی خصوصیات(جو ساری کی ساری منفی بیان کی ہیں)بیان کرنے کے ساتھ ان کی اپنے حقوق کے لیے لڑی جانے والی جنگ اور پردۂ خاص پر خصوصی نظر ڈالی ہے اور پردے کو ہی بنیاد بناتے ہوئے مشرق و مغرب کا موازنہ بھی کیا ہے (گویا خواتین کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر مشرق و مغرب کا موازنہ کیا جائے گا تو بنیاد پردہ ہی ٹھہرے گی)مضمون میں عورت کی خوب صورتی،ناز و ادا،صنفِ مخالف سے اس کے تعلقات اور مرد کی عورت کے ہاتھوں مت مارنے پر ہی زور دیا ہے۔ عورت کی تعلیم،قابلیت،وفا اور سلیقہ مندی کے متعلق بات کرنے سے مکمل طور پر گریز کیا ہے۔لکھتے ہیں ”ہم نے تو ان کو جس شعبۂ زندگی میں بھی دیکھا مردوں سے بلند تر پایا کسی بھی تقریب یا فنکشن میں دیکھ لیں مرد بے چارے انتظامات میں مصروف ہوتے ہیں لیکن خواتین کو میک اپ اور باتیں کرنے کے سوا کوئی کام نہیں ہوتا۔کسی ہوٹل یا کیفے میں ہوں توبل بے چارہ مرد ادا کرنا اپنی خوش قسمتی سمجھتا ہے۔سفر میں ہوں تو بچہ میاں کی گود میں ہوتا ہے اور خود میاں کے کاندھے پر سر ٹکائے خواب خرگوش کے مزے لے رہی ہوتی ہیں۔“(18)

چوتھے مضمون کا عنوان ہے”آج جمعرات ہے“پاکستانی معاشرے میں جمعرات کا دن خاص اہمیت رکھتا ہے اسی تناظر میں ورک صاحب نے یہ مضمون لکھا ہے اور جمعرات کے دن کی کرامات پر خصوصی روشنی ڈالی ہے۔جمعرات کا دن مانگنے کے حوالے سے بھی خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔مصنف نے بھکاریوں کے اندازِ وصولی کو بھی خاصی حقیقت پسندی لیکن پر لطف انداز سے بیان کیا ہے۔لکھتے ہیں ”اس روز اگر آپ جیب میں ٹوٹے پیسے رکھنا بھول گئے ہیں تو اس طبقے کے نزدیک یہ ایسا ناقابل تلافی جرم ہے جس کا احساس آپ کو ان کے فوری سرزد ہونے والے رد عمل سے ہو جائے گا۔بھکاری آپ کو ایسی جمعرات ناشناس نظروں سے دیکھے گا کہ ”ہے دیکھنا یہی تو نہ دیکھا کرے کوئی“۔“(19)

کتاب میں شامل پانچویں مضمون کا عنوان ہے ”پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق“اس مضمون میں ورک صاحب نے املا کی اغلاط پر ظریفانہ روشنی ڈالی ہے اور مثالوں کے ساتھ ان غلطیوں کو اس طرح اجاگر کیا ہے کہ قاری بے ساختہ ہنسنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔لکھتے ہیں ”سچی بات تو یہ ہے کہ ہمیں ”شوہر“کی جمع بھی اسی دن پتہ چلی جب ایک کاتب نے ”شواہد“کو ”ر“کے ساتھ لکھ دیا۔“(20)چھٹے مضمون کو ورک صاحب نے ”ہاتھوں ہاتھ“کا نام دیا ہے اور اس میں انسانی ہاتھوں کے خصائص اور ان سے لیے جانے والے کام (ہر قسم کے)کہیں ڈھکے چھپے انداز میں تو کہیں ببانگِ دہل بیان کیے ہیں۔ساتویں مضمون کا عنوان ہے ”پتہ نہیں کیوں؟“اس تحریر میں ورک صاحب نے رانگ نمبر کے جملہ مسائل پر گفتگو کی ہے اور بوائز ہاسٹل میں لڑکیوں کی آنے والی رانگ کال اور اس پر لڑکوں کے معنی خیز تاثرات کو سادگی سے بیان کیا ہے۔اس مضمون کو پڑھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید اس میں بیان کی جانے والی رانگ نمبر کی واردات حقیقت پر مبنی ہے اور اس کا شکار خود مصنف صاحب بنے تھے لیکن نام ناصر اقبال (دوست) کا استعمال کیا ہے۔آٹھویں تحریر کو مضمون بھی کہا جا سکتا ہے اور خاکہ بھی۔اس تحریر کو مصنف نے ”زبان یار من“کا عنوان دیا ہے۔اس میں ماریہ نام کی لڑکی کا ذکر کیا ہے جو محمد فاضل صاحب کی کلاس فیلو ہیں۔(گمان غالب ہے محمد فاضل،ورک صاحب ہی ہوں)مس ماریہ کی ذہانت،خوبصورتی،لڑکوں میں ان کی مقبولیت اور بے باکی کے قصے تفصیل سے بیان کیے ہیں۔لڑکے
خوب صورت لڑکیوں سے گفتگو کرنے کے لیے کس قسم کے بہانے تراشتے ہیں اس پر بھی روشنی ڈالی ہے لیکن اس تحریر کا اختتام بالکل ویسا کیا ہے جیسے یہ واقعہ حقیقی زندگی سے تعلق رکھتا ہو۔ کتاب میں شامل آخری قلمی دشمنی ”فکرے“کے عنوان پر ہے۔اس میں ورک صاحب نے چونتیس(34) اقوال شامل کیے ہیں اور طنز و مزاح کے حسین امتزاج سے قاری کو محظوظ ہونے کا موقع فراہم کیا ہے۔

قلمی دشمنی کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات بخوبی کہی جا سکتی ہے کہ اشفاق احمد ورک مختلف لب و لہجے کے خاکہ نگار ہیں ان کے خاکوں میں مزاح اور شگفتہ بیانی کا گہرا تاثر ملتا ہے کہیں کہیں طنز کا تڑکہ بھی لگاتے ہیں اور شخصیت کی خوبیاں و خامیاں بیان کرتے ہوئے کسی رعایت سے کام نہیں لیتے۔ اشفاق صاحب کی تحریر کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ مربوط انداز سے بے ساختہ فقرے لکھتے ہیں۔ان کے جملے طنزیہ اور کاٹ دار نہیں ہوتے بلکہ ہلکے پھلکے اور مزاح سے بھرپور ہوتے ہیں۔ان کا اسلوب سادہ ہے،رواں انداز سے کسی بھی شخصیت کی خوبیاں اور خامیاں بیان کردیتے ہیں۔یہی دجہ ہے کہ قاری کے ذہن و دل پر ان کے جملے گراں نہیں گزرتے بلکہ دوران مطالعہ قاری کا ذہن پرسکون رہتا ہے اور وہ تحریر کا بھرپور لطف اٹھاتا ہے۔دوسروں پر ہنسنا آسان ہے لیکن راقمہ کے نزدیک اپنے آپ پر ہنسناکسی خوبی سے کم نہیں اور نا ہی یہ ہر کسی کے بس کی بات ہے۔اشفاق صاحب کا کمال ہے کہ نا صرف وہ خود اپنے آپ پر ہنسے ہیں بلکہ قاری کو بھی مسکرانے پر مجبور کیا ہے۔کچھ خاکوں کا متن ورک صاحب کے کتاب کے عنوان پر پورا اترتا ہے۔ورک صاحب نے نئے نئے الفاظ کی اصطلاح نکالی ہے جیسے پیار کردگی،اسٹاپ پذیر،ٹکٹ طلب نظریں وغیرہ۔اپنے خاکوں میں جابجا مسٹر الّو کا ذکر کرتے ہیں اب نا جانے مسٹر الّو سے مراد ان کا کوئی قریبی عزیز یا دوست ہے جو ان کو حقیقت کی دنیا سے باہر نہیں نکلنے دیتا یا پھر ورک صاحب نے خیالی کردار تراشا ہے۔ خاکوں میں جابجا اشعار کا استعمال یہ ظاہر کرتا ہے کہ ورک صاحب شعری ذوق بھی رکھتے ہیں اور بر محل شعر لکھنا(دوسروں کے) بخوبی جانتے ہیں۔ اشفاق صاحب نے فرضی کرداروں اور معاشرتی رویوں کے خاکے بھی لکھے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ معاشرتی مسائل پر ان کی گہری نظر ہے۔ اپنے مخصوص پر مزاح انداز سے وہ لوگوں کے سامنے یہ مسائل اجاگر کرتے دکھائی دیتے ہیں۔خاکوں میں مزاح پیدا کرنے کے لیے ورک صاحب نے رعایت لفظی،تحریف نگاری،محاورات و اشعار کی تبدیلی،مبالغہ آمیزی اور اردو،پنجابی و انگریزی تراکیب جیسے فنی حربوں کا خوب استعمال کیا ہے۔انھیں لفظوں سے کھیلنے کا فن آتا ہے وہ الفاظ کے ہیر پھیر سے مزاح پیدا کرتے ہیں اور برمحل و برجستہ جملے استعمال کرتے ہیں۔انوکھی تشبیہات کا استعمال ان کی تحریر میں مزید حسن پیدا کر دیتا ہے۔اشفاق صاحب نے اپنی تحریروں میں مزاح اور خاکے کے درست تناسب کو ملحوظ رکھا ہے اور فرضی کرداروں، معاشرتی مسائل اور شخصیات کے ظاہری و باطنی اوصاف کو اپنے ظریفانہ اسلوب سے ایسے بیان کیا ہے کہ شخصیت سے اجنبیت ہونے کے باوجود قاری کا تجسس اور دلچسپی تحریر کے اختتام تک قائم رہتی ہے۔

حواشی:

۱۔ علی محمد خان،اشفاق احمد ورک،”اصنافِ نظم و نثر“(لاہور:الفیصل ناشر،۲۰۱۶ء)،ص ۸۶۲۔
۲۔ایضاً۔
۳۔ایضاً،ص 270۔
۴۔صبا رؤف،”اشفآق احمد ورک بطور خاکہ نگار“،https:/samt.bazmeurdu.net، ۱ اکتوبر2020ء،دیدہ ۴فروری2022ء۔
۵۔اشفاق احمد ورک،”قلمی دشمنی“(لاہور:الحمد پبلی کیشنز،1992ء)،ص۴۔
۶۔ ایضاً،ص ۵۔
۷۔ ایضاً،ص21۔
۸۔ ایضاً،ص19۔
۹۔ ایضا،ص 26۔
10۔ ایضا،ص30۔
11۔ ایضا،ص34۔
12۔ ایضا،ص35۔
13۔ ایضا،ص14۔
14۔ ایضا،ص34-44۔
15۔ایضا،ص 50
16۔ایضا،ص56-57۔
17۔ ایضا،ص 60۔
18۔ ایضا،ص68۔
19۔ ایضا،ص74۔
20۔ایضا،ص76۔

حوالہ جات

۱۔خان،علی محمد،ورک،اشفاق احمد،”اصنافِ نظم و نثر“،لاہور:الفیصل ناشر،2016ء
۲۔ورک،اشفاق احمد،”قلمی دشمنی“،لاہور:الحمد پبلی کیشنز،1992ء۔
۳۔ورک،اشفاق احمد،”ذاتیات“،لاہور:الحمد پبلی کیشنز،1997ء۔
۴۔ورک،اشفاق احمد،”خاکہ نگری“،کراچی:اکادمی بازیافت،2002ء۔

ویب گاہیں

https:/samt.bazmeurdu.net
https://en.m.wikipedia.org
https://urdunotes.com

1. Khan, Ali Muhammad, Virk, Ashfaq Ahmed, "Isnaaf e Nazm o Nasr", Lahore: Al faisal nashir, 2016.
2. Virk, Ashfaq Ahmed, Qalmi dushmani", Lahore: Al hamd publications, 1992.
3. Virk, Ashfaq Ahmed, "zaatiat", Lahore: Al hamd publications, 1997.
- 4. Virk, Ashfaq Ahmed," khaaka nagri", karachi: ikadmi bazyaft,2002.

Institute for Excellence in Education & Research